الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

بیادگار

اعلیحضرت امیر ملت الحاج پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری

ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا صاحبزادہ پیر سید افضل حسین شاہ صاحب

ایڈیٹر

حضرت مولانا غلام رسول گوہر نقشبندی جماعتی

اسسٹنٹ ایڈیٹر ـــــ نیاض احمد گوہر

انوار الصوفیہ رسائل پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری
نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام 1905 کو شروع کروایا تھا
رسالہ انوار الصوفیہ کی 68 جلدیں مہیا کرنے پر
میں جناب محمد محمود صاحب کو مشکور ہوں
جن کی لسٹ مندرجہ بالا ہے (بختیار حسین جماعتی)

محمد محمود معزوی جماعتي
خلیفہ مجاز شیخ معز الدین خالبی جماعتی
خلیفہ مجاز سائیں محمد حنیف لال بادشاہ مری

1 1960 October
2 1961 July
3 1961 December
4 1962 Feb
5 1962 May
6 1962 October
7 1963 January
8 1963 June
9 1963 September
10 1964 Feb
11 1964 March
12 1965 January
13 1965 May
14 1965 July
15 1966 June
16 1969 Feb
17 1969 December
18 1970 December
19 1971 Feb
20 1971 November
21 1972 May
22 1972 December
23 1973 March
24 1973 March
25 1973 December
26 1975 March
27 1978 Feb
28 1980 July
29 1981 July
30 1982 Feb
31 1982 July
32 1984 April
33 1959 Agust Rizwan
34 1965 March Hanfi
35 1967 April May
36 1968 October November
37 1969 agust
38 1969 March April
39 1970 May June
40 1971 Agust
41 1971 Janu Feb
42 1973 Agust
43 1973 Aril
44 1974 Agust September
45 1975 December
46 1976 March April
47 1979 June july
48 1980 Dec 1981 Janu
49 1980 October NOvember
50 1981 Jantaree
51 1982 1983 Dec Jan
52 1982 March April
53 1982 May June
54 1983 Feb March
55 1983 May June
56 1983 Nov Decemb
57 1984 Jan Feb
58 1984 October Jantare
59 Aaena Khalq e Muhamadi
60 Majmua Hazar Masla

آستانہ عالیہ علی پور شریف کا سالانہ عرس شریف

مورخہ ۱۵-۱۶ رجب المبارک ۱۴۰۲ھ بمطابق ۱۰-۱۱ مئی ۱۹۸۲ء ، ۲۸-۲۹ بیساکھ بروز پیر منگل: آستانہ عالیہ علی پور شریف میں بروایات سابقہ بڑے تزک و احتشام سے منعقد ہو رہا ہے: جامع مسجد نور میں: ان دو دنوں میں صبح و شام جلسہ ہوگا۔ جس میں علماء کرام اپنے مواعظ حسنہ سے حاضرین کو محظوظ و مسرور فرمائیں گے۔ نعت خوانان خوش الحان وجد آفرین نعت خوانی کریں گے۔

ہر جلسہ کی صدارت حضرت مولنا خواجہ غلام نقشبند چوراہی مدظلہم فرمائیں گے۔

جمیع برادران طریقت سے التماس ہے کہ پروانہ وار جوق در جوق عرس شریف میں شامل ہوں۔

نیز گذارش ہے کہ دوسرے دن ۱۶ رجب ۱۱ مئی بروز منگل ۹ بجے صبح سے ۱۲ بجے دوپہر تک رابعۂ عصر بوجی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کا سالانہ عرس شریف کاشانہ حیدری میں حضرت معین الملت مدظلہ کے والد صاحب الحاج پیر سید اولاد حسین شاہ صاحب کی صدارت میں ہوگا۔ حاضر ہو کر سعادت دارین حاصل کریں۔

نوٹ !!

جن احباب کے ذمہ ماہنامہ انوار الصوفیہ کا سالانہ چندہ واجب الادا ہے ، مہربانی فرما کر وہ حضرت جوہر الملت رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹھک میں آکر جمع کروائیں۔ وہاں میں خود یا حاجی محمد شفیع صاحب صراف ملتان والے ہوں گے ان کو ادا کریں۔ دیگر کتاب "یاران طریقت" ، "معراج مصطفیٰ" بھی وہاں سے حاصل کریں۔ قیمت ہر دو کی ۵ ، ۵ روپے ہوگی !!

بامدادِ روحانی حضرتِ مولانا سراج الملّت پیر سیّد محمد حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
بالطافِ روحانی حضرتِ مولانا الحاج شمس الملّت پیر سیّد نور حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
باستمدادِ روحانی حضرتِ مولانا جوہر الملّت پیر سیّد اختر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
بالتفاتِ کریمانہ حضرتِ مولانا معین الملّت پیر سیّد حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی !!!
بظلِّ حمایت مولانا الحاج پیر سیّد نذر حسین شاہ صاحب علی پوری مدظلہ العالی ——!

جلد: ۱۷ شمارہ ۶-۷ بابت ماہ مارچ اپریل ۱۹۸۲ء

ایڈیٹر

مولانا غلام رسول گوہر

اسسٹنٹ ایڈیٹر —— فیاض احمد گوہر

چندہ

سالانہ	۲۰ روپے
ششماہی	۱۰ "
فی شمارہ	۲ "

○

دائرے میں سرخ نشان آپ کا چندہ
ختم ہونے کی علامت ہے!
گوہر

ایڈیٹر و پبلشر: غلام رسول گوہر ● مطبع: لاہور آرٹ پریس انارکلی لاہور ● مقام اشاعت: کوٹ عثمان خان قصور ● کاتب: سیّد قمر الحسن ضیغم قادری

حریم مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم

از: ہلال جعفری ملتانی

محمد مصطفیٰ کا روئے تاباں دیکھ لیتے ہیں
جو ہیں اہلِ نظر قرآں میں قرآں دیکھ لیتے ہیں

جو مر جاتے ہیں داغِ آرزو لے کر محمدؐ کا
وہ ہر گوشہ لحد کا گل بداماں دیکھ لیتے ہیں

مشیت خود پہنچتی ہے میری مشکل کشائی کو
محمدؐ جب میرا حال پریشاں دیکھ لیتے ہیں

برستے ہیں حریمِ مصطفیٰ سے آج بھی جلوے!
بلا جن کی نظر کو نورِ ایماں دیکھ لیتے ہیں

وہ کب آرائشِ جنت کو لاتے ہیں نگاہوں میں
جو دیوانے مدینے کا بیاباں دیکھ لیتے ہیں

مدد اے جنبشِ مژگانِ چشمِ رحمتِ عالم —!
جہاں والے میرا چاک گریباں دیکھ لیتے ہیں

جنہیں بخشا ہے ذوقِ آبلہ پائی مشیت نے!
وہ حسنِ سرخیٔ خارِ مغیلاں دیکھ لیتے ہیں!

ہلالؔ گنبدِ خضرا کا جلوہ دیکھنے والے!
شبِ غم کے اندھیروں میں چراغاں دیکھ لیتے ہیں

لے چل مجھے اے شوق ذرا بابِ کرم پر
ناچیز بھی ہو نعت سرا بابِ کرم پر

کچھ دیر تو دربارِ رسالت میں رہیں گے،
چل ساتھ میرے بختِ رسا بابِ کرم پر

سنتا ہوں کہ خیرات کرم بانٹ رہے ہیں
خود صاحبِ لَوْلَاکَ لَمَا بابِ کرم پر

امید کی کیا بات کہ مجھ کو تو یقیں ہے ——!
مل جائے گی رحمت کی ردا بابِ کرم پر

سرکارِ دو عالم نے اُسے خوب نوازا،
جس شخص نے بھی مانگی دعا بابِ کرم پر

اس دستِ کرم نے مجھے خالی نہیں بھیجا
میں بھی ہوا ممنونِ عطا بابِ کرم پر

بس ایک یہی قبلۂ حاجاتِ جہاں ہے
جھکتے ہیں سبھی شاہ و گدا بابِ کرم پر

دنیاؤں کی دواؤں سے جو اچھا نہیں ہوتا
اس شخص کو ملتی ہے شفا بابِ کرم پر

ایسی ہوئی نادم کہ ندامت سے بالآخر
دم توڑ گئی میری خطا بابِ کرم پر

میں اور کسی روزِ جزا سے نہیں واقف
ہے میرے لئے روزِ جزا بابِ کرم پر

ہر شخص کو ہر بات بتائی نہیں جاتی
ورنہ مجھے کیا کیا نہ ملا بابِ کرم پر

اللہ غنی شوق عقیدت بھی ہے کیا چیز
ہوتا ہے یہ شوق اور ہوا بابِ کرم پر

اب دیکھئے کیا چادرِ رحمت سے نوازیں
مانگا تو ہے نعتوں کا صلہ بابِ کرم پر

جو چاہو منیرؔ اس درِ فیاض سے مانگو!
مجروح نہیں ہوتی انا بابِ کرم پر

نعت
رحمتوں کی ردا ۔ مصطفیٰ مصطفیٰ
ہم پہ سایہ ترا ۔ مصطفیٰ مصطفیٰ
میرے فکر و نظر، تیرے زیر اثر
میں ترا مبتلا ۔ مصطفیٰ مصطفیٰ!
آبروئے حرم، تو کرم ہی کرم !!
میں خطا ہی خطا ۔ مصطفیٰ مصطفیٰ
اے خدائے سخن، دولت علم و فن
کر دے مجھ کو عطا ۔ مصطفیٰ مصطفیٰ!
وہ ہی جئے سدا، جن کا نعرہ رہا
رہبر و رہنما ۔ مصطفیٰ مصطفیٰ
تو ہے خیر البشر، تیری سب پہ نظر
میرے حاجت روا ۔ مصطفیٰ مصطفیٰ
اور جاؤں کہاں، دل لگاؤں کہاں!
کون تیرے سوا ۔ مصطفیٰ مصطفیٰ
مانگتا ہے سدا تیرا کاسف گدا
بخش گنج ثنا ۔ مصطفیٰ مصطفیٰ
از
منظور حسین
کاسف
(سمبڑیال)

فخرِ اربابِ فضیلت پیشوائے کاملاں !! — قوم و ملت کے نگہباں دینِ حق کے پاسباں

نائبِ ختم الرسُل محبوبِ ربِ دو جہاں — شاہ جماعتؒ پیرِ پیراں رہنمائے سالکاں

پھونک دی مردہ دلوں میں آپ نے روحِ حیات — اے محیی الدین دایماں اے مسیحائے زماں

اٹھ گئیں جس سمت نظریں رحمتیں بس چھا گئیں — جانشینِ رحمۃ اللعالمین ہو بے گماں

آپ کے اوصاف سے نورِ نبوت جلوہ گر ! — سیرت و صورت میں پنہاں ہے حیاتِ جاوداں

آپ نے تحریکِ پاکستان کو بخشا فروغ — آپ کے فتوے نے ڈالی قالبِ مردہ میں جاں

مردِ میدانِ سیاست شہسوارِ معرفت ، — آپ کی ہستی مبارک دین و دنیا کا نشاں

آج پھر اے قبلہ عالم ہو الطاف و کرم — چھا رہی ہیں ہر طرف ظلم و ستم کی بدلیاں

آج پھر گم گشتۂ منزل کو راہِ حق دکھا — اے امیرِ ملت بیضا امیرِ کارواں

حامی و ناصر خدا ہو ملکِ پاکستان کا — بار آور کاش ہو جائے دعائے عاصیاں

وسعتیں حاصل ہوں پیہم ارضِ پاکستان کا — چار سو پھیلے ہمارے دیس کا فیضِ رواں

آپ کے نقشِ قدم پہ کاش ہوتے گامزن — پھولتا پھلتا ہمیشہ یہ ہمارا گلستاں — !

ہو نگاہِ لطف ہر دم اظہرِ ناچیز پر
اے کریموں کے کریم اے چارہ سازِ بیکساں

●

محمد ظہیر الدین اظہر نقشبندی جماعتی!

قصیدہ!!

بمدح حضرت سیدنا میراں محی الدین الشیخ السید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ

اکیلا میں نہیں عالم ہے شیدا غوث اعظمؓ کا
ہے محی الدین کیسا نام پیارا غوث اعظمؓ کا

فضیلت حضرت والا کی ہو مجھ سے بیاں کیونکر
خدا ہی جانتا ہے کیا ہے رتبہ غوث اعظمؓ کا

ہوئی سیراب مخلوق خدا بحر ولایت سے
زمانے میں بہر سو فیض پہنچا غوث اعظمؓ کا

مرے شاہ جماعت لطف فرمائیں تو ممکن ہے
تمنا ہے کہ ہو جائے نظارا غوث اعظمؓ کا

کلیمِ بے نوا جب نظم کرتا ہے ثنا ان کی
ہوائیں گنگناتی ہیں قصیدہ غوث اعظمؓ کا

پیشکش: ناچیز کلیم جماعتی مجددی

۱۶ فروری ۱۹۸۲ء بروز سہ شنبہ

کلام قطبِ دوراں غوثِ دَوراں مجدّدِ دوراں حضرت خواجہ پیر سیّد محمود شاہ محدّث ہزاروی صاحب

گل الفی لانی نہیں اوکھی، دل الف تے لانا کی آکھاں
ایہہ علم پکانا نہیں اوکھا پر عشق پکانا کی آکھاں

ظاہر دے مجاہد انت کوئی باطن دے مجاہد کوئی ورلے
غازی نام دھرانا نہیں اوکھا پر نفس مٹانا کی آکھاں

علم عقلوں بہت اچیریاں نے ایہہ ریتاں عشق پیاردیاں
قربانی دینی نہیں اوکھی پر کنبہ کہانا کی آکھاں

وارے وارے عشق دے مذہب توں جدے رنگ عجیب نیارے نے
سر دے کے شہادت نئیں اوکھی پر کنبہ کہانا کی آکھاں

ملاں مفتی بننا نئیں اوکھا عرفان کمانا کی آکھاں
نئیں اوکھا خانہ دیکھ آنا پر صاحب خانہ کی آکھاں

دعوٰی دین ایمان دا نئیں اوکھا پر ثابت جانا کی آکھاں
ایہہ تن مستانہ نہیں اوکھا پر من مستانہ کی آکھاں

محمودؔ محبت نگری دی ہر گل نرالی ہوندی اے!!!!
ایویں دل پرچانا نہیں اوکھا دلدار منانا کی آکھاں

مناجات

(پنجابی کلام، خواجہ محبوب آبادی محدث ہزاروی مدظلہ)

دکھا جلوہ تے دل مسرور کر دے
مری دنیا نوں نور و نور کر دے

ثباتِ مصطفیٰ، طلبِ کلیمی!!
مرا دل عرش سینہ طور کر دے

مسلماں کر باخلاقِ محمدؐ
مع اللّٰھی توں پردے دور کر دے

خداوندا مناجاتِ مسلماں!!
طفیلِ مصطفیٰؐ منظور کر دے

حبیبؐ کبریا امداد للّٰہ ـــــ!
غلامانِ توں جہاں مسخور کر دے

مُٹّے لیکھاں نوں پھر آکے جگا جا،
مری خوابِ گراں پھر دور کر دے

تیکر بن حل حرم کل بتکدے نے
حرم دا لے حرم معمور کر دے

پلا کے معرفت دا جام تے پھر ـــــ!
انانیت دا شیشہ چور کر دے

معبّر بن گیا سامانِ عبرت،
پدر توں باخبر بھرپور کر دے

معمّہ بن گئی ہن میری ہستی ـــــ!
پھر اس معزول نوں معمور کر دے

بنا پھر خالدؓ و کرارؓ مینوں
طلسمِ کافری کافور کر دے

دلایا ایہہ جو امکانِ خلافت،
سعادت دا بھی تے منشور کر دے

ترا کوچہ رہِ گلزارِ جنت ـــــ!
مگر جس نوں خدا منظور کر دے

ادب تے عشق وچہ محمودؔ ہو داں
ایویں گمنام نوں مشہور کر دے

خلافت کائنات کی اصلاح کا راز عوام کے سامنے تحریر ہے

حافظ محمد امین قادری محمودی
طالب علم جامعہ اسلامیہ حنفیہ قادریہ محبوبیہ محمودیہ
خانقاہ محبوب آباد حویلیاں شریف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْد !

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً

آجکل اخبارات میں یہ مضامین زور وں پر شائع ہوئے کہ ملک میں کونسا نظام حکومت ہونا چاہیئے۔ کوئی کہتا ہے کہ صدارتی نظام ملک کے لئے بہتر ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ پارلیمانی نظام ملک کے حق میں بہتر ہے اور بعض ہمارے لیڈر نا سمجھی سے یہ بھی کہہ بیٹھے ہیں کہ جمہوریت کو اللہ تعالیٰ نے چودہ سو برس سے قرآن حکیم میں نازل کیا ہے۔ اور حضور معلّم مقصود کائنات بھی جمہوری نظام لے کر آئے تھے۔ حالانکہ قرآن حکیم کے تیس پاروں میں سے کسی پارہ میں خالق کائنات نے صدارتی نظام نہ پارلیمانی نظام اور نہ جمہوری نظام کے نام کی آیت نازل کی ہے۔ اگر خالق کائنات نے فرمایا ہے تو صرف خلافتِ اسلامیہ اور دستورِ اسلام کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ خالق کائنات نے قرآن پاک کے پہلے پارہ کے چوتھے رکوع اور آیت نمبر ۳۰ میں ارشاد فرمایا ہے :-

وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً

ترجمہ: اور یاد رکھو جب اے معلّم کائنات آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین پر اپنا نائب و خلیفہ بنانیوالا ہوں۔ معلوم ہوا کہ کوئی بڑا خاص واقعہ ہے جس کے متعلق خالق کائنات نے اپنے بندوں کو یاد دہانی کراتے ہوئے اس پر توجہ دلائی ہے۔

دینی بھائیو! یہ آپ نے بارہا سنا ہوگا ہے۔ لہٰذا اس کی اہمیت پر توجہ دلانا مقصود ہے۔ اس کے اہم پہلو قابل توجہ ہیں۔ (۱) یہ ارشاد خالق کائنات نے فرشتوں سے فرمایا صاف معلوم کہ یہ فریضہ فرشتوں سے ادا کرنیکا نہ تھا۔ ظاہر ہے کہ خلافت کا عظیم کام اصلاح و تنظیم کائنات کا وہ جلیل کام ہے جس کے لئے فرشتوں سے بلند مرتبہ مخلوق کو خالق کائنات نے تجویز فرمایا اور وہ مخلوق اشرف المخلوقات انسان ہے (۲) معلوم ہوا کہ اس عظیم فریضۂ خلافت کا سرانجام دینا فرشتوں جیسی پاکیزہ مخلوق کا کام نہیں۔ بلکہ اس کے لئے ملائکہ سے بھی اعلیٰ مخلوق کو تجویز فرمایا۔ یعنی یہ بشریت کے اعلیٰ رتبہ والے لوگوں کا کام ہے۔ جو اس لحاظ سے ملائکہ سے بھی بلند رتبہ ہیں۔ چنانچہ اس میں اوّل انبیاء کرام علیہ السلام کو چنا گیا وہ سب کے سب خلیفہ ہوتے ہیں۔ یہ بڑا کام بڑے رتبہ کے لوگوں کے سپرد ہوا۔ نبوت کے بعد ولایت والوں کو سپرد ہوا۔ اٹھارواں پارہ

سورۂ نور کی ۵۵ آیت میں صالح مومنوں کی تعریف کے ساتھ ارشاد فرمایا ۱۸/۱۳ النور کی ۵۵ آیت
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ۔ ان کو مزید اللہ زمین میں خلافت دے گا۔ جیسا کہ ان سے پہلے انبیاء کرام کو دی۔ آخر اس سے انحراف واختلاف کرنے والوں کو کافر و فاسق قرار دیا اور اس سے بغاوت واختلاف سے تنبیہہ فرمائی گئی۔ (۳) معلوم ہوا کہ نظام خلافت ہی نظام ہدایت ہے۔ پس ہدایت امن وامان اور تجارت کے لئے خلافت ناگزیر اور لابدی ہے۔ (۴) اعلیٰ غور و فکر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ خلافت اسلامیہ کے قیام کے بغیر اصل مقصود حاصل نہیں ہوتا۔ (۵) خود قرآن پاک کی تصریح سے ثابت ہے کہ رسالت اور قرآن حکیم کے نازل ہونے کا آخری و اعلیٰ مقصد ہے کہ دنیا جہاں سے کفر وضلال کی تاریکی اور ظلم کا فتنہ مٹا دیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ :-

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ۔

یعنی دین اسلام کا سب دینوں پر غلبہ اصل مقصود ہے۔ تاکہ دنیا میں کفر کا فتنہ نہ رہے اور اللہ کا پسندیدہ دین اسلام ہی کائنات کا دستور بن جائے۔ اس کا صحیح حل یہ ہے کہ ملک میں خلافت اسلامیہ قائم ہو اور راہ خدا میں اس وقت تک جہاد جاری رہے کہ فتنہ کفر سارے جہاں سے مٹ جائے۔ اور ہر سمت اور ہر جگہ اللہ ہی کا دین اسلام ہو۔ پس ہر طبقہ اور زمانے والوں پر فرض ہے خلافت کو پھر سے بحال کریں اور دستور اسلام کو اپنے حلقہ اثر میں نافذ کریں۔ سب کو اس کی اطاعت پر مجبور کریں۔ کیونکہ یہی ان کی پریشانی اور مشکل کا حل ہے۔ چاہے اس کے لئے جان ومال سب کچھ قربان کرنا پڑے۔ ورنہ دعوی دین ایمان میں حقیقت ہے یہی ایک بات علماء و مشائخ اور دانش وروں کے کہنے کی ہے جو نہیں کہی گئی۔ یہی ایک بات ہے جس کے بغیر نہ دین کا دعویٰ صحیح ہے نہ ایمان کا۔ اس لئے ہم موجودہ حکمران سے پر زور متفقہ طور پر اپیل کرتے ہیں کہ وہ ملک میں خلافت و دستور اسلام کو فی الفور نافذ کریں۔ یہی ساری قوم کا مطالبہ ہے۔ اسی لئے ہمارے سیدنا و مرشدنا امیر تحریک خلافت اسلامیہ محدث ہزاروی نے فرمایا ہے کہ:-

تیری ملت آئین تیری بقاء
تو اسی سے واسطہ رکھ سدا
جو شجر سے پات ہی کٹ گیا
تو بہار اس پہ حرام ہے
کبھی جھانک ملک شہود میں
کہ خلیفہ ہے تو وجود میں
ہوئیں صدیاں تجھکو سجود میں
سر اٹھا کہ وقت قیام ہے

اے میرے پیارے دینی بھائیو ذرا سوچیں ایک وہ دن تھا کہ جب قوم اس مملکت کے حاصل کرنے کے خواب دیکھ رہی تھی۔ وہ گھڑی آزمائش کی تھی۔ علماء، مشائخ اور ملکی دانشوروں نے اتحاد

کا مظاہرہ کیا تو ہندو۔ سکھ۔ عیسائی، بدھ چینی اور سب کے مقابلے میں اللہ خالق کائنات نے ہمیں یہ ملک عطا کیا اور کامیاب بنایا۔ اور کلمہ طیبہ کی نشانہ ہی پہ ہمیں یہ ملک ملا۔ ایسا ہی ایک غیر معمولی دن آج بھی درپیش ہے۔ بلکہ بلا مقابلہ اس سے زیادہ آزمائش کی گھڑی ہے۔ برادران ملک ملت خدا اپنی مخلوق کو امکان اور اقتدار دے کر آزمایا کرتا ہے۔ جب کوئی قوم اس کی نعمت کا شکر ادا کرتی ہے تو وہ اسے اور بھی نعمت دے کر خوشحال فرماتا ہے۔ اور جب وہ ناشکری اور بے قدر بن جاتی ہے تو وہ اپنی نعمت آہستہ آہستہ اس سے چھین لیتا ہے۔ ہم نے اس ملک کے ہر ووٹ کے ساتھ کلمہ کو شناختی کارڈ کی طرح رکھا تھا۔ پاکستان کا مطلب کیا: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ مگر ہم نے اس نعمت کی ناشکری کی ورنہ حق تھا کہ روز اوّل ہی سے اس کا نام خلافت پاکستان ہو۔ اور اس کا دستور اسلام (قرآن و سنت) ہوتا۔ اسی میں کوتاہی کی بدولت ملک دولخت ہوا۔ اور قوم رسوائے جہاں ہوئی۔ علماء و مشائخ، دانشور عوام سب تماشائی بن کر نہ معلوم کس مزید حادثہ و عذاب کا انتظار کر رہے ہیں۔ اخباری سطح پر یہ مسئلہ سب کا کھیل بنا ہوا ہے۔ کہ نظام کونسا ہو۔ اسی کلمہ پر پھر پورا ایمان و یقین کے ساتھ کسی کی تردید اور کسی کے خلاف کی پرواہ کئے بغیر ہر مومن دل و دماغ اس مسئلہ

کا ایک ہی قطعی جواب دیتا ہے کہ اللہ کے دیئے ہوئے ملک میں اللہ خالق کائنات ہی کا نظام نافذ کیا جائے۔ جس کا اس نے ضابطۂ کائنات میں اعلان فرمایا ہے۔ اے میرے بھائیو! اللہ بادشاہ ہے۔ اور کوئی فی الحقیقت بادشاہ ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ باقی سب خلیفہ کا حق رکھتے ہیں۔ خلیفہ وہ ہونا چاہیئے جو علم شریعت، علم حقیقت اور علم معرفت سے واقف ہو اور واسطۂ رسول پاک کا قائل ہو۔ خلیفہ ہر آدمی نہیں بن سکتا۔

خلافت میں امن ہے۔ اللہ کے سوا کوئی بادشاہ نہیں۔ اگر کوئی اللہ کے سوا کسی کو بادشاہ کہلائے یا کہے وہ واجب القتل ہے۔ لہٰذا اس نے شرک کیا۔ یہ ہی تو شرک ہے۔

اللہ خالق کائنات فرماتا ہے: اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً (البقرہ) یعنی نظام خلافت اپنی خلق کے مزاج خالق ہی بہتر جانتا ہے۔ اس نے اس کی اصلاح اور بند و بست کو جو نظام تجویز کیا وہی سب سے بہتر اور زیادہ مناسب و مفید ہے۔

دورِ انبیاء میں یہی نظام خلافت جاری رہا۔ آدم و اولادِ آدم میں سب انبیاء خلیفہ ہوئے اور ذات و صفات کے مظہر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خلیفۂ اعظم ہیں۔ آپ کی تعلیم و ہدایت کے مطابق دورِ اولیاء میں اصحاب اہلبیت خلفاء راشدین ہوئے۔ خیر القرون کے اس دور خلافت نے ۲۲ سال تک یہ پوری کائنات کو ثابت کر دکھایا کہ عوام

خواص خلق خدا کے لئے یہ نظام خلافت کس قدر موجب امن و ہدایت ہے۔ بلکہ یہ کہنا حق ہے کہ دین و دستور و آئین حق صرف اور صرف اسلام ہی ہے۔ کائنات کا خالق اللہ ہے۔ وہی کائنات پر حاکمیت و دستور کا حقدار ہے۔ بندۂ مومن اس کی حاکمیت و دستور کا علمبردار خلیفہ ہے۔ اگر وہ ملوکیت و شاہی کا مدعی بن بیٹھے تو بندہ نہیں باغی نافرمان ہے۔ اس کی سزا جو ہے سب کو معلوم ہے خدا ہم سب کو اس سے بچائے۔ شیخ العرب والعجم ہمارے پیر و مرشد خواجہ محبوب آبادی مدظلہ' نے ستر (۷۰) سال سے عرب و عجم میں اذان خلافت کی سعادت حاصل کی اور تقریر و تحریر کے میدان میں سبقت پائی۔ اور اسلامی دنیا کو بیدار کیا۔ ہر زبان میں نظم و نثر میں اس پر لکھا۔ سربراہی کانفرنس میں ۴۲ ممالک کے سامنے نظام خلافت کا منصوبہ اور دنیائے اسلام کی کامیابی و نجات کی ضمانت "دس نکات" پیش کئے۔ مگر علماء، مشائخ، سیاسی دانشوروں کو روس، مسلم ریاست فلسطین، نلپائن، ہندوستان، افغانستان، قبرص، ایران، اریٹریا، بھوپال، حیدرآباد دکن، جوناگڑھ، کشمیر وغیرہ کو مبتلائے عذاب کفار پاکر بھی کلمہ کے نام پر بنے ہوئے ملک پاکستان میں خالص کفار دہریوں کے تراشیدہ نظاموں کے نام لیتے ہوئے شرم تک محسوس نہ ہونا تعجب خیز ہے دنیا میں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جارہی ہے اور آپ حضرات ہیں کہ نظام خلافت پر اتفاق میسر نہیں

ہمیں راہنمائی کیجئے کہ پھر کس ملک کے کن لوگوں سے ہم نظام خلافت کی حمایت و تائید کی توقع رکھیں۔ اور آپ کی ملت کی حمایت و تائید آپ کے سوا کون کرے گا۔ کہئے اور ضرور کہئے۔ یہ ہمارا دینی نماز سے پہلا فرض ہے کہ ہر مسلم ملک کا صحیح لقب خلافت اور اس کا دستور قرآن و سنّت ہو۔ یہی تاریخ کتاب و سنّت سے ثابت ہے اور اس کو نظام خلافت کہتے ہیں ؎

ملوکیت بغاوت از خدا داں
خلافت منصب مرد مسلماں

(محمود)

اے میرے بھائیو یہ جتنے مجہول فرقے مسلمانوں میں بن چکے ہیں سب کفر و ضلال اور فساد ہیں۔ ان سے اسلام میں فساد پڑتا ہے اور اسلام لاریب دین ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں بھائیو! اللہ نے قرآن میں کسی فرقے کے بارے میں نہیں فرمایا۔ اس لئے سب فرقوں کو چھوڑ دو اور خالص مسلمان بن جاؤ۔ اللہ خالق کائنات قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے: اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ! بے شک یہ سچا دین ہے۔ دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے: وَاعْتَصِمُوْا
وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا
اور نہ تفرقہ ڈالو اللہ کی زمین پر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو۔ اس لئے تمام دنیائے اسلام کے مسلمانوں سے گزارش کی جاتی ہے کہ سب تمام فرقوں کو مٹائیں

اور ایک نعرہ خلافت کو بلند کریں۔ اور ملک میں خلافت و دستور اسلام کا قانون نافذ ہو۔ اے مسلمانو! بچ نہیں سکتے ہو جب تک اللہ کی خلافت کو قائم نہ کرو گے۔ اس لئے تمام مسلمانوں کو اس پر مجبور کریں۔ خلافت کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ آج کل یہ دیکھو کہ کاروبار میں ترقی لوگ کر رہے ہیں اور چیزوں کے نرخ میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ لوگ آپس میں لڑ رہے ہیں۔ یہ سب خلافت نہ ہونے کی وجہ ہے ہمارے گھروں میں سلوک نہیں۔ ہمارے کاروبار میں برکت نہیں۔ ہمارے ایمان کمزور ہیں۔ اس لئے ہمارے تمام مسائل کا حل خلافت و دستور اسلام کی بحالی میں ہے۔

میرے بھائیو! آپ نے حضورؐ معلم و مقصودِ کائنات کی احادیث مبارکہ تو بہت پڑھی ہوں گی۔ آپ کو معلوم ہے کہ چودھویں صدی ہجری کے آخر میں امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ اور ان کے ہاتھ میں خلافت راشدہ ہوگی۔۔ بھائیو! یہ وہی دور جا رہا ہے۔ ذرا سوچئے اور غور کیجئے! حضورؐ کا فرمان ہے کہ امام مہدی آئیں گے اور وہ میری اولاد فاطمہ سے ہوں گے اور ان کا نام میرے نام سا ہوگا اور انکے والد کا نام میرے والد کا سا ہوگا۔ اور وہ بھر دے گا زمین کو عدل و انصاف سے اس سے پہلے کہ جیسے کہ وہ بڑھ چکی تھی کفر و فساد میں۔ آئیے! ہم امام مہدی کے ظہور سے پہلے ہی خلافت و دستور اسلام کی بحالی کی کوشش کریں۔ خلافت آئے گی عنقریب خلافت راشدہ قائم ہونے والی ہے۔ تمام دنیائے اسلام سے التماس ہے کہ وہ اس خدائی منصوبہ کو اپنائیں اور میرے آقا و مولا سیدنا مرشدنا پیر سید محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی کا ساتھ دے کر ملک میں خلافت و دستور اسلام کی بحالی کی پوری پوری کوشش کریں۔

میرے بھائیو!

خلافت امن ہے اور یہ منصوبہ خداوندی ہے۔ اس میں ہر مسلمان کے جائز حقوق اس کو ضرور ملیں گے۔ ہم سب کو چاہیئے کہ ہر روز نفل پڑھ کر خدا سے دعا کریں کہ ہمارے ملک میں خلافت و دستور اسلام کا قانون نافذ کرے۔

خلافت اسلامیہ زندہ باد

امام وقت زندہ باد

وصیت!

میں وصیت کرتا ہوں کہ امراء سے اپنا وقار قائم رکھتے ہوئے اور فقراء سے عاجزی کے ساتھ مل اور تواضع و خلوص اختیار کر!

(الشیخ سید عبد القادر جیلانیؒ)

★

اسلم کاشمیری

حضرت شاہ محمدؐ غوث قادریؒ

حضرت شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہ جن کا سالانہ عرس مبارک گزشتہ دنوں لاہور میں منایا گیا بارہویں صدی ہجری کی ممتاز روحانی اور علمی شخصیت تھے۔ آپ کے بعد آپ کے مرتبہ کا کوئی قادری یا غیر قادری بزرگ لاہور میں تشریف فرما نہیں ہوا۔ آپ کا مزار اقدس لاہور میں دہلی دروازہ اور اکبری دروازہ کے درمیان سرکلر روڈ کے کنارے مرجعِ خلائق ہے۔ آپ کی حیاتِ دنیوی میں نادر شاہ درّانی ایسا جابر حکمران بھی آپ کے آستانہ پر حاضر ہو کر طالب معافی اور خواستگارِ دعا ہوا۔ اور آپ کے وصال کے بعد لاتعداد افراد آستانہ عالیہ سے روحانی فیضان حاصل کر چکے ہیں۔ ماضی قریب میں مفکرِ پاکستان علامہ اقبالؒ اور تحریک آزادی کے نامور مجاہد اور سابق گورنر پنجاب سردار عبدالرب نشتر بھی آستانہ عالیہ پر سرِ نیاز خم کرتے رہے۔

حضرت شاہ محمد غوثؒ کا وطن پشاور تھا۔ آپ کے جدِّ بزرگوار سیّد عبداللہؒ کا سلسلۂ نسب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے جا ملتا ہے۔ بغداد سے ترک سکونت کر کے سیّد عبداللہؒ سندھ تشریف لائے تھے۔ جہاں آپ کا مزار آج بھی ٹھٹھہ میں موجود ہے۔ یہاں جمادی الآخر ۱۰۲۳ھ میں سید عبداللہ کے ہاں سیّد حسنؒ تولد ہوئے جو علاقہ سرحد میں سید حسن بادشاہ کے لقب سے اور پشاور میں "میراں سرکار" کے لقب سے معروف ہیں۔ آپ کی پہلی زوجہ محترمہ کے بطن سے سیّد زین العابدینؒ پیدا ہوئے جو اپنے دور کے ممتاز محدّث اور فقیہہ تھے۔ حضرت سید حسن نے دوسری شادی مضافات پشاور کے ایک سادات خاندان میں کی۔

اسی نسبت سے آپ کی اولاد نجیب الطرفین والد اور والدہ دونوں کی طرف سے صحیح النسب سیّد تھی۔ یہ خاتون کثرتِ عبادت کے بعد رابعۂ عصر کے لقب سے معروف تھیں۔ انہی کے بطن سے حضرت شاہ محمد غوث قادری اور آپ کے برادر اصغر سیّد علی پیدا ہوئے۔ والد بزرگوار سے دینی اور دنیوی علوم اور تربیتِ باطن کے حصول اور چھ سال کی ریاضت اور مجاہدہ کے بعد سلسلہ قادریہ

کی خلافت حاصل کی۔ اور والد مکرم کی رحلت کے بعد رختِ سفر باندھا افغانستان، ممالک عرب اور پاکستان و ہند کی سیر و سیاحت کی۔ حضرت سید میراں شاہ بھیک چشتیؒ حضرت خواجہ عبدالغفور نقشبندیؒ اور حضرت شیخ عصمت اللہ قادری نوشاہیؒ سے فیض حاصل کیا۔ حضرت یحییٰؒ سے اٹک میں سلسلہ نقشبندیہ کی خلافت حاصل کی۔ لاہور کے مختلف علماء و مشائخ سے حصولِ فیض کے بعد آپ سرہند شریف میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے اور حضرت مجددؒ کے پوتے حضرت صبغت اللہؒ اور حضرت میاں گلؒ سے کسب فیض کیا۔ سرہند کے بعد آپ دہلی تشریف لے گئے برصغیر پاک و ہند اور افغانستان کے جن بزرگوں سے آپ نے روحانی و علمی فیض حاصل کیا ان کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ اس مختصر مضمون میں اس کا احاطہ ممکن نہیں۔

حضرت شاہ محمد غوثؒ کی تصنیف "رسالہ غوثیہ" میں لکھا ہے کہ آپ پہلی بار لاہور آئے تو حضرت میاں میرؒ کے مزار پر حاضر ہوئے۔ ایک روز عالم کشف میں حضرت میاں میرؒ نے کچھ دعائیں تعلیم فرمائیں۔ نیز تاکید فرمائی کہ ان دعاؤں کا ورد ترک نہ کرنا۔ اگلے روز علی الصبح آپ لاہور کے ایک بزرگ حضرت شیخ حامد قادریؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عطائے فیض کی گذارش کی تو انہوں نے فرمایا کرامات کو جو حضرت میاں میرؒ نے فرمایا تھا وہی کافی ہے

یہ بزرگ حضرت سید علی ہجویریؒ کے مزار کے پاس نزدکش تھے اور ان کا مزار بھی وہیں ہے۔

کرامات

اولیاء کے تذکروں میں یوں تو آپ کی متعدد کرامات کا ذکر ہے۔ لیکن ان میں سے دو تین کرامات ایسی ہیں جو ناقابلِ فراموش ہیں۔ نادر شاہ نے کابل فتح کرنے کے بعد ہندوستان کی تسخیر کا ارادہ کیا تو پشاور کے ایک بزرگ سے جو آپ کے ہم نام تھے۔ طالب دعا ہوا۔ انہوں نے حضرت شاہ محمد غوث قادریؒ کی خدمت میں حاضری کا مشورہ دیا۔ نادر شاہ نے فوری طور پر آپ کو پشاور بلا بھیجا۔ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ہمارے بزرگوں کا یہ طریقہ نہیں کہ بادشاہوں سے مدد کی درخواست کریں۔ اس سے نادر شاہ برافروختہ ہوا اور دل میں خیال کیا کہ لاہور پہنچ کر اس فقیر کو حکم عدولی کی سزا دوں گا۔ نادر شاہ عازم دہلی ہوا۔ لیکن پشاور سے روانہ ہونے کے بعد دریائے اٹک کے کنارے پہنچا ہی تھا کہ زبردست طغیانی کے باعث آگے بڑھنا ممکن نہ رہا۔ اس پریشانی کے عالم میں محمد غوث پشاوریؒ (خلیفۂ حضرت) کی خدمت میں التجا کی کہ اب کیا کیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ طغیانی بادشاہ کی نیت بد کا نتیجہ ہے۔ جو اس نے حضرت شاہ محمد غوث لاہوریؒ کے بارے میں کی تھی۔ بادشاہ نے فی الفور حضرت کی خدمت میں حاضری دی۔ اور معافی طلب کی۔ اس کے علاوہ تقریباً تمام تذکروں میں آپ کے مزار کو منہدم کرنے

کی کوششوں اور ان کے ہولناک نتائج کا ذکر آتا ہے یہ کرامت جو مفتی غلام سرور مصنف "خزینۃ الاصفیا" اور مولوی نور احمد چشتیؒ مصنف "تحقیقات چشتی" نے اپنی آنکھوں سے دیکھی وہ یہ ہے کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے پوتے اور مہاراجہ کھڑک سنگھ کے ولی عہد کنور نونہال سنگھ نے ایک یورپی انجنیئر کے مشورے سے بیرون شہر کے متصلہ مکانات اور بیرونی درختوں کو کٹوانا شروع کر دیا۔ اسی سلسلہ میں حضرتؒ کے مزار کی بیرونی چار دیواری کے گرانے کی نوبت آئی۔ ابھی اندرونی چار دیواری گرانے کی نوبت نہ آئی تھی کہ مہاراجہ کھڑک سنگھ انتقال کر گیا۔ دوسرے دن جب کنور نونہال سنگھ اپنے باپ کی نعش سپرد آتش کر کے واپس آرہا تھا تو روشنائی دروازہ (متصلہ شاہی قلعہ) سے دیوار کا کچھ حصہ اور ایک بڑا پتھر کنور نونہال سنگھ اور ادھم سنگھ پسر مہاراجہ گلاب سنگھ کے سر پر گرا۔ جس سے دونوں اسی رات انتقال کر گئے۔

اس واقعہ سے آنجہانی نونہال سنگھ کی والدہ چندر کور بہت خوف زدہ ہوگئی اور اس نے حکم دیا کہ حضرت کا مزار نہ گرایا جائے بلکہ گرا ہوا حصہ اسی وقت تعمیر کر دیا گیا۔ مزار اقدس کو گرانے کی ایک کوشش برطانوی دور میں کی گئی۔ سڑک کی توسیع کے لئے مزار اقدس کو گرانا تھا۔ کہ متعلقہ افسر (مسٹر بارک) گھوڑے سے گر کر زخمی ہو گیا۔ اور جن بیلداروں کو اس کام پر مامور کیا گیا تھا ان میں سے بھی چند ایک کو مختلف صدمات سے دوچار ہونا پڑا۔ جب لوگوں نے

جنت سے بڑھ کر قیمتی کوئی نعمت نہیں

سب سے بڑی دولت علم ہے ذرا علم حاصل کیجیے

سمجھایا کہ ولی کے مزار کی بے حرمتی کرنا مناسب نہیں تو یہ منصوبہ ترک کر دیا گیا۔

تعلیمات و ارشادات

حضرت شاہ محمد غوث بلند پایہ روحانی شخصیت ہونے کے علاوہ اعلیٰ پایہ کے صاحب قلم بھی تھے۔ آپ کی تصانیف کی تعداد چار سو تک بیان کی جاتی ہے۔ مگر افسوس کہ چند ایک کے سوا باقی تمام کتابیں ناپید ہو گئی ہیں۔ آپ کی ایک کتاب "اسرار التوحید" عربی میں ہے۔ اور اس کا موضوع باری تعالیٰ کی وحدانیت ہے۔ یہ ابھی تک قلمی صورت میں ہے اور کلکتہ کے کتب خانے میں موجود ہے۔ دوسری چند کتابوں کے نام یہ ہیں:

رسالہ اصول حدیث، شرح قصیدہ غوثیہ، شرح غوثیہ، ترجمہ قرآن، رسالہ ذکر جہر اور رسالہ غوثیہ۔ رسالہ اصول حدیث عربی میں ہے۔ شرح قصیدہ غوثیہ فارسی میں ہے۔ شرح غوثیہ بخاری کی شرح ہے۔ اس کا ایک نسخہ پشاور یونیورسٹی کے کتب خانے

میں موجود ہے۔

ترجمۂ قرآن فارسی میں ہے۔ یہ قلمی نسخہ مولوی نور محمد سروری کے ذاتی کتب خانے میں محفوظ ہے۔ رسالہ جہر بھی قلمی ہے اور عربی زبان میں ہے۔ رسالہ غوثیہ فارسی زبان میں ہے۔ اور مختصر سا رسالہ ہے۔ حضرت شاہ محمد غوث قادریؒ اپنے افکار و نظریات اور تعلیمات و ارشادات میں اس بات پر ہمیشہ زور دیتے رہے تھے کہ سالک کے لئے لازم ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں معروف رہے۔ نماز ہمیشہ اول وقت پڑھے۔ اور مسجد میں جاکر باجماعت ادا کرنے کی کوشش کرے۔ نصف شب گذارنے کے بعد بیدار ہو کر تہجد کی نماز پڑھے۔ بعد نماز تہجد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرے۔ اسی طرح نماز فجر کے بعد ذکر و فکر میں معروف رہے اور نماز اشراق ادا کرے۔

حضرت شاہ محمد غوث قادریؒ نے راہ طریقت پر چلنے کی جو شرائط بیان کی ہیں ان میں اصل اہمیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے کو اختیار کرنے کی ہے۔ صفائی باطن کی، جو سلوک کا دوسرا نام ہے آپ نے پانچ شرطیں بیان کی ہیں (۱) صدق ۲ توکل ۳۔ یقین ۴۔ صبر اور ۵۔ عزم۔ آپ کے ارشاد کے مطابق نوافل پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ نوافل ہم پر فرض نہیں کئے گئے بلکہ حقیقت کا متلاشی خود اپنے اوپر فرض کر لیتا ہے۔

آپ کے عہد کے لوگ آپ کے علم و فقر کی شہرت سن کر دور دور سے آتے اور آپ کے فیض طریقت درس قرآن و حدیث اور لنگر سے مستفیض ہوتے۔ خانقاہ کے ساتھ آپ نے طلبہ کی رہائش کا انتظام بھی کر دیا تھا۔ الغرض آپ کی مساعی جمیلہ سے ہزاروں افراد دولت ایمان سے بہرہ یاب ہوئے۔ شریعت و طریقت کا نیّر تاباں اپنی حیات دنیوی کے اعتبار سے ۱۱۷۷ھ یا ۱۱۷۸ھ میں غروب ہو گیا۔ اب جہاں حضرت کی قبر ہے وہاں شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے رضاعی بھائی اور گورنر لاہور فدائی خان کوکہ (وفات ۱۰۸۹ھ) کی حویلی تھی۔ اور حضرت آج سے تقریباً پونے تین سو سال قبل پشاور سے تشریف لاکر اس حویلی کے کھنڈر پر اقامت گزیں ہوئے۔ فدائی خاں کوکہ کے تبادلہ بنگال و بہار کے بعد چند اور حاکم بھی یہاں قیام پذیر رہے تھے لیکن اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد یہ حویلی اجڑ گئی اور حضرت نے اسی حویلی کی اس ویران زمین پر ڈیرے ڈال دیئے تھے۔ یہیں آپ اپنی حیات مستعار کے باقیماندہ ایام میں شریعت و طریقت کا درس دیتے اور ایک عالم کو فیضیاب کرتے رہے اور یہی جگہ شاہ عالم ثانی کے عہد میں آپ کا مدفن بنی۔ اسی جگہ بعد میں کئی افغان شہزادے بھی دفن ہوئے۔

جناب امیرِ ملت دمحی الدین سید نا صوفی پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے صحیفۂ حیات کا

آخری ورق

ماخوذ از
لمعات الصوفیہ
سیالکوٹ

۳۰ اگست مطابق ۲۶ ذی قعدہ بروز پنجشنبہ (جمعرات) حسب عادت بعد نماز فجر تخلیہ فرمایا گیا۔ قریب سات بجے صبح چند مستورات کمرہ شریف میں حاضر ہوئیں جن میں حضرت محترمہ خالہ جی صاحبہ قبلہ مدظلہا اور والدہ حسن کلیم معہ اطفال شامل تھیں اور اس وقت محترم عبدالعزیز صاحب صراف اور ایک بھلوال کے یار بھی حاضر تھے۔ علیل اسی وقت بندہ بھی قدمبوسی کے لئے حاضر ہوا۔ حضور قبلہ عالمؒ نے بندہ کو اور محترم مذکور کو پیر دبانے کا حکم دیا۔ چنانچہ ہم بڑی دیر تک اس کرم نوازی کا لطف اٹھاتے رہے۔ اسی اثنا میں حسن کلیم کی والدہ نے اجازت روانگی کے لئے معروضہ کیا۔ حضور نے توجہ بدل کر دوسری طرف گفتگو کا رخ پھیر دیا۔ اسی دوران آپ نے رفع حاجت کے لئے قصد فرمایا۔ ہم دونوں نے آپ کو بستر سے ہاتھوں پر اٹھا کر بیرون کمرہ لے گئے۔ بعد فراغت آپ نے پھر پیر دبانے کا حکم دیا۔ ہم نے تعمیل کی۔

چاشت: حسب معمول آٹھ بجے مہمان ناشتہ اور چائے سے فارغ ہو کر حاضرِ خدمت ہیں۔ ان میں ملک عبدالحق صاحب (لاہور) چوہدری عطا محمد صاحب اور ان کے برادر (سیالکوٹ) اور بھلوال کے مہمانوں کے علاوہ دیگر حضرات شامل ہیں۔ حضور قبلہ عالمؒ ان سے گفتگو فرما رہے ہیں۔ نو بجے کے بعد کچھ اور لوگ بھی آ گئے۔ دس بجے مولوی محمد عالم صاحب بھلوال سے حاضر خدمت ہوئے۔ یہ ایک دن پہلے یہاں سے گئے تھے۔ اور ایک رات گھر پر رہ کر پھر حاضر ہوئے ہیں۔ آپ نے صاحب موصوف سے حال دریافت فرمایا اور خصوصاً حضرت صاحبزادہ سید نذیر حسین شاہ صاحب کی مزاج پرسی فرمائی۔ کیونکہ صاحبزادہ صاحب مذکور کو دربار شریف سے روانہ ہوتے ہوئے اسٹیشن پر بخار آ گیا تھا۔ کمرہ میں مہمان حاضر ہیں۔ اور خادمین اپنے معمولی کام کاج میں مشغول ہیں۔ اور حضرت الحاج حافظ پیر سید نور حسین شاہ صاحب قبلہ خلف اصغر حضور قبلہ عالم بھی حاضر کمرہ اور مہمانوں کی طرف متوجہ ہیں۔ بعض یاران نے اجازت مانگی اور

رخصت ہوئے۔ چنانچہ آمد ورفت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ۱۱ بجے مہر محمد دین صاحب سیالکوٹ سے حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا۔ اس وقت کرہ میں صاحبزادہ حضرت الحاج حافظ سید نور حسین شاہ صاحب اور محترم حاجی عبدالعزیز صاحب خادم خاص اور بندہ مہمانوں کے علاوہ حاضر ہیں۔ بندہ کو سر کے مالش کرنے کا حکم تھا۔ چنانچہ بندہ اپنا فرض بجا لا رہا تھا۔ اسی دوران میں حضور انور نے دو دفعہ تھوڑی تھوڑی دیر سے اٹھانے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپ کو اٹھا کر ظرف پیشاب پیش کیا جاتا رہا۔ لیکن آپ کو کوشش کے باوجود پیشاب نہیں آیا۔ اور آپ کو لٹا دیا گیا۔ آپ نے لیٹنے کے بعد باواز آمین کہہ کر دعا کے ہاتھ بلند فرمائے۔ ہم سب نے آپ کی تقلید کی۔ یہ عمل اگرچہ عادت کے خلاف تھا۔ مگر ہم نے اس کا کوئی زیادہ تردد نہیں کیا۔ پھر کچھ دیر بعد آپ نے پھر دعا فرمائی۔ اہل غرض حضرات نے اپنی اغراض پیش کیں۔ آپ نے ان کی مراد پوری فرمائی۔ کسی کو دعا کسی کو دوا اور کسی کو اوراد و وظائف عنایت فرمائے اور رخصت کیا۔ پھر آپ نے اٹھانے کا حکم دیا۔ بندہ نے اٹھا کر ظرف پیشاب آگے کیا۔ لیکن پیشاب نہ آیا۔ اور آپ لیٹ گئے۔ اسی طرح یہ عمل کئی بار ہوتا رہا۔ اور اسی طرح ہاتھ دعا کے لئے بلند کئے جاتے رہے۔

تناول طعام: ایک بجے روٹی آ گئی۔ مہمانوں کو دسترخوان پر طلب فرمایا گیا۔ مہمان حاضر ہو گئے۔ کرہ کے اندر محترم ملک عبدالحق صاحب اور چوہدری عطا محمد صاحب اور ان کے بھائی اور دیگر چند حضرات دسترخوان پر موجود۔ بندہ نے مہمانوں کے ہاتھ دھلانے کے بعد حضور انور کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ آپ نے دست مبارک لیٹے لیٹے جیسا کہ معمول تھا آگے بڑھا دیا۔ بندہ نے آپ کے ہاتھ پر پانی ڈالا اور آپ نے ہاتھ دھو لیا۔ اس کے بعد مہمانوں کے آگے روٹی رکھ دی گئی اور کھانے میں مشغول ہو گئے۔ صاحبزادہ الحاج سید احمد حسین شاہ صاحب قبلہ نے آپ کی خدمت میں ارادہ طعام کے متعلق عرض کیا اور آپ کو اٹھا کر تکیوں کے سہارے بٹھایا۔ آپ نے دلیہ تناول فرمایا اور دیگر طعام بھی آپ نے ملاحظہ فرمایا اور تبرک مہمانوں کے آگے بڑھا دیا۔ پھر آپ کے ہاتھ دھلائے گئے۔ اور لٹا دیا گیا۔ آپ نے حسب عادت دانتوں میں خلال فرمایا۔ مہمانوں کے فارغ ہونے کے بعد دعا کے لئے عرض کیا گیا۔ آپ نے دعاء بعد طعام فرمائی اور مہمانوں سے تکلم فرمایا۔ پھر نماز ظہر کی تیاری کا حکم ہوا۔

نماز ظہر: تمام مہمانوں نے وضو کر کے صف درست کی اور حضرت صاحبزادہ الحاج سید انور حسین شاہ صاحب نے جماعت کرائی۔ اور بعد نماز آپ نے حاضر خدمت اقدس ہو کر مزاج پرسی کی۔ آپ نے فرمایا وہی حال ہے۔ صاحبزادہ صاحب نے عرض کیا۔ لاہور والے ڈاکٹر کی دوائی سے کچھ افاقہ معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے جواب نہ دیا۔ اس وقت کرے میں صاحبزادہ الحاج

سید پیر احمد حسین صاحب و سید اختر حسین شاہ صاحب و حاجی عبدالعزیز صاحب اور بندہ اور رفیق (درویش) کے علاوہ چند مہمان بھی حاضر ہیں۔ آپ نے مہمانوں کی موجودگی محسوس فرما کر ارشاد فرمایا کہ "لیٹ جاؤ" اس وقت کا سونا سنت ہے۔ چنانچہ مہمان رخصت ہو گئے۔ صاحبزادہ الحاج سید اختر حسین شاہ صاحب متصلہ کمرہ شیش محل میں تشریف لے گئے اور محترم عبدالعزیز صاحب کمرہ میں نیم دراز ہو گئے۔ اور بندہ سر کی مالش میں مشغول ہو گیا۔ آپ نے پھر اٹھانے کو فرمایا۔ بندہ نے اٹھا کر پیشاب کرانا چاہا لیکن آپ نے پیشاب نہیں فرمایا۔ پھر لیٹ گئے۔ اس کے کچھ دیر بعد آپ نے پھر دعا کے لئے ہاتھ بلند فرمائے۔ دعا کا سلسلہ تھوڑی تھوڑی دیر سے دن بھر جاری رہا اور علیٰ ہٰذا القیاس بستر سے اٹھنے کا عمل بھی وقفہ وقفہ سے ہوتا رہا۔ پانچ بجنے والے ہیں۔ آپ نے عبدالعزیز صاحب کو طلب فرما کر حکم دیا کہ سیالکوٹ جانا ہے۔ سامان تیار کر دو۔ مثلاً کپڑے چائے کا سامان اور یہ بستر وغیرہ عبدالعزیز صاحب نے کہا کہ سب کچھ تیار ہی ہے۔ صرف ارادہ کی دیر ہے۔ قلعہ سوبھا سنگھ سے تار ماسٹر صاحب (قاضی صاحب) آئے ہیں۔ اس وقت پانچ بجے ہیں۔ قاضی صاحب نے سلام عرض کیا۔ آپ نے جواب سلام کے ساتھ عادتاً مزاج پرسی کی اور دیگر حالات کے متعلق استفسار فرمایا۔ کچھ دیر بعد قاضی صاحب نے اجازت روانگی طلب کی۔ آپ نے وقت دریافت فرمایا۔ بندہ نے عرض کیا کہ حضور اس وقت ساڑھے پانچ بجے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ سب کے پاس کی گھڑیاں دیکھو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ غالباً سب کے پاس کم و بیش یہی وقت تھا۔ جو عرض کیا گیا۔ پھر آپ نے دن دریافت فرمایا۔ عرض کیا گیا کہ جمعرات ہے۔ آپ نے سکوت فرمایا۔ اس وقت استاد الکل فاضل اجل حضرت الحاج پیر سید محمد حسین شاہ صاحب خلف اکبر اعلیٰ حضرت بھی مزاج پرسی کے لئے حاضر ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد شام کی گاڑی پر لاہور سے صاحبزادہ الحاج پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب تشریف لائے۔ آپ نے سفر و قیام سے متعلق حسب عادت استفسار فرمایا۔ اور بطور خاص نواب صاحب اور بیگم صاحبہ و جانز کی سفر حج پر روانگی کا حال دریافت فرمایا۔ صاحبزادہ صاحب موصوف جوابات پیش فرماتے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ لسی پلاؤ۔ صاحبزادہ صاحب نے شربت پینا پسند فرمایا۔ چنانچہ بندہ نے بایمائے حاجی عبدالعزیز صاحب آپ کی خدمت میں شربت صندل پیش کیا۔ صاحبزادہ موصوف کے ہمراہ لاہور سے حکیم مبارک احمد صاحب کے بھتیجے اور دیگر یاران طریقت بھی حاضر ہوئے۔

نماز عصر: چھ بجے شام نماز عصر باجماعت ادا فرمائی اور کوٹھے پر لے چلنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ حاجی عبدالعزیز صاحب نے اٹھا کر آپ کو کوٹھے پر پہنچایا۔ آپ نے کوٹھے پر پہنچ کر معمولی اوراد و وظائف ادا فرمائے اور حسب عادت مغرب تک سکوت فرمایا۔

اس وقت آپ کی صحت نہایت اچھی تھی ۔ چہرہ مبارک شگفتہ اور طبیعت پرسکون تھی ۔ چنانچہ عبدالعزیز صاحب نے حاضرین کو بتلایا کہ دیکھو حضور کی طبیعت آج بہت اچھی ہے ۔

نماز مغرب: کے لئے امام صاحب (صاحبزادہ الحاج سید انور حسین شاہ صاحب) تشریف لے آئے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور مغرب کا وقت ہو گیا ہے ۔ چنانچہ آپ نے تیمم کے لئے ہاتھ آگے کئے خشت گلی پیش کی گئی ۔ تیمم کے بعد آپ نے چارپائی پر اشارہ سے نماز ادا فرمائی ۔ اس کے بعد آپ نے روٹی طلب فرمائی ۔ کچھ دیر میں روٹی آگئی ۔ مہمانوں کے

طعام شب: کے آگے ہاتھ دھلا کر روٹی رکھدی آپ سے عرض کیا گیا ۔ آپ نے اٹھانے کا حکم دیا چنانچہ اٹھ کر ہاتھ دھوئے ۔ صاحبزادہ حضرت الحاج پیر سید اختر حسین شاہ صاحب نے دلیہ جو آپ کی مرغوب غذا تھی ۔ پیش فرمایا ۔ دو لقمے تناول فرمائے گئے یا تیسرے لقمے کے لئے ہاتھ غیر معمولی طور پر رکابی میں رکھا گیا ۔ اور دیر تک رکھا ۔ پھر آپ نے سنبھل کر ایک دو لقمے اور تناول فرمائے اور پانی نوش فرما کر کھانا ختم کیا ۔ دستر خوان آپ کے آگے سے اٹھا لیا گیا ۔ بندہ نے ہاتھ دھونے کے لئے صابن اور پانی پیش کیا ۔ ہاتھ تر کر کے صابن ملنا شروع کیا تھا کہ صابن ملا نہ جا سکا ۔ ہاتھ میں صابن کی ٹکیہ رہ گئی ۔ بندہ کے ہوش اڑ گئے ۔ اور قلب پر ایک ضرب کاری لگی ۔ دل بھر آیا اور آنسو ٹپک پڑے ۔ پیچھے سے صاحبزادہ صاحب

(حضرت پیر سید احمد حسین شاہ صاحب) نے فرمایا کہ ہوش کرو ۔ حضور کو کمزوری ہو گئی ہے ۔ دل نہ مانا اور بہزار ضبط صابن حضور کے ہاتھ سے نکال لیا ۔ پھر کچھ دیر کے بعد آپ نے فرمایا ۔ ہاتھ دھلاؤ چنانچہ پھر ہاتھ دھلائے گئے ۔ اس وقت آپ نے صاحبزادہ سید احمد حسین شاہ صاحب سے کھانسی کی دوائی طلب کر کے استعمال فرمائی ۔ اور ارشاد فرمایا ۔ پرسوں سیالکوٹ جانا ہے ۔ تیاری کرو ۔ اور ہدایات بھی صادر کیں ۔ صاحبزادہ صاحب نے آمادگی کا اظہار کیا ۔ خیر اس کے کچھ دیر بعد آپ نے فرمایا ۔ نیچے چلو ۔ سردی محسوس ہو رہی ہے ۔ محترم حاجی عبدالعزیز صاحب نے عرض کیا ۔ کہ مہمانوں اور درویشوں نے ابھی روٹی نہیں کھائی ہے ۔ اور ابھی نماز بھی نہیں پڑھی گئی ہے ۔ نماز سے فارغ ہو کر چلیں گے ۔ اس پر آپ خاموش ہو گئے ۔ پھر آپ نے فرمایا جلدی چلو ۔ مجھے بخار ہو رہا ہے ۔ اس پر صاحبزادہ سید اختر حسین شاہ صاحب نے نبض دیکھ کر عرض کیا کہ حضور کو بخار تو نہیں ہے ۔ شاید تھکاوٹ ہو گئی ہے ۔ کیونکہ آج حضور خلاف معمول زیادہ اٹھتے رہے ہیں ۔ اسی اثنا میں مہمان وغیرہ کھانے سے فارغ ہو گئے ۔ صاحبزادہ صاحب امامت کے لئے تشریف لائے ۔

نماز عشاء: کی جماعت ہوئی ۔ سب نے نماز ادا کی ۔ آپ نے بھی نماز ادا فرمانے کے بعد فوراً حکم دیا کہ جلدی سے لے چلو ۔ چنانچہ آپ کی چارپائی

اٹھا کر کوٹھے کے دروازے تک لائی گئی۔ عبدالعزیز صاحب نے آپ کو اٹھا لیا اور بندہ نے نیچے کمرہ میں پہنچ کر آپ کا بستر ٹھیک کیا۔ آپ کو بستر پر لٹا دیا گیا۔ بستر پر لٹانے کے بعد آپ پر سکتہ طاری ہو گیا۔ اس واقعہ کی خبر پورے گاؤں میں برق رفتاری سے پھیل گئی۔ مسجد سے صاحبزادہ حضرت الحاج مولانا پیر سید محمد حسین شاہ صاحب تشریف لے آئے۔ اور مولوی حاجی عبدالرشید صاحب حافظ خادم حسین صاحب و محمد صدیق صاحب طلباء کے ساتھ مدرسہ سے آ گئے۔ صاحبزادہ سید انور حسین شاہ صاحب اپنی فرودگاہ اور دیگر تمام صاحبزادگان اور اہل بیت خواتین بھی حویلی میں پہنچ گئے۔

قطعہ ۔۔۔!!!

ہائے قطب عالم سید القوم جماعت علیشاہ چل بسے

۱۳۷۰ھ

آ کر چمن میں مقصد اصلی کو پا لیا
دل کو امین راز گلستاں بنا لیا
جی اٹھ گیا تو اک نئی دنیا بسا لیا
بلبل نے آشیانہ چمن سے اٹھا لیا
اس کی بلا سے بوم بسے یا ہما رہے

(کلیم)

ذکرِ وصال؛

۔۔۔ ہادی حق آگاہ سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۷۰ھ

سکتہ رفع کرنے کے لئے عبدالعزیز صاحب اور صاحبزادہ احمد حسین شاہ صاحب نے پیر ملنا شروع کیا۔ تھوڑی دیر بعد سکتہ رفع ہوا۔ عبدالعزیز صاحب نے آپ کی توجہ تسبیح کی طرف مبذول کرائی۔ آپ نے ہاتھ بڑھا دیا۔ اسی دوران میں آپ کو مستورات کی آواز سنائی دی۔ آپ نے فرمایا: مائیوں سے کہہ دو کہ گھر چلی جائیں۔ میں آج تگڑا ہوں۔ عبدالعزیز صاحب نے آپ کے ہاتھ میں تسبیح دے دی۔ آپ نے وظائف ادا کئے۔

(باقی باقی)

بقیہ :۔ مولانا غلام قادر بھیروی از صفحہ ۲۱

شمس الحنفیہ، جواہر ایمانی، نور ربانی، عکازہ در صلوٰۃ جنازہ، شوارق صمدیہ، شمس الضحیٰ فی مدح خیرالوریٰ اور فاتحہ خوانی وغیرہ کافی مشہور ہیں۔

وصال: آپ نے مختصر علالت کے بعد بروز دوشنبہ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ بمطابق ۱۹۰۸ء کو اس جہان فانی سے عالم جاودانی میں رحلت فرمائی اور بیگم شاہی مسجد میں ہی مدفون ہوئے۔ آپ کا عرس ہر سال ماہ ربیع الاول کی ۱۸، ۱۹ تاریخ کو منایا جاتا ہے۔ اور آپ کا دربار آج بھی مرجع خلائق ہے اور منبع فیوض و برکات ہے۔

خلافت کا تعارف،
اور
اس کے خاص فائدے

- ★ اگر آپ انسان پر انسانی حاکمیت و قانون کو ظلم تصور کرتے ہیں۔
- ★ اگر آپ انسان پر انسان کی حکومت و قانون کو مساوات کا خون تصور کرتے ہیں۔
- ★ اگر آپ ظالم انسانیت کے ظلم سے مظلوم انسانیت کو بچانا چاہتے ہیں۔
- ★ اگر آپ ہر مخلوق کو اس کا فطری حق و انصاف ملنا پسند رکھتے ہیں۔
- ★ اگر آپ مخلوق پر خالق کے برحق قانون کی بہار دیکھنا چاہتے ہیں۔
- ★ اگر آپ خلق پر خلق کے ناقص قانون کے ظلم سے بچا کر خدمت خلق کرنا چاہتے ہیں۔
- ★ اگر آپ ہر حقدار کو اس کا حق دلانے والا قانون پسند رکھتے ہیں۔
- ★ اگر آپ کائنات پر حاکمیت و قانون کے اصل حق دار کا اقتدار دیکھنا چاہتے ہیں۔
- ★ اگر آپ اپنی کائنات پر حاکمیت و قانون کے اصل حق دار کا تسلّط کا بہشت دیکھنا چاہتے ہیں۔
- ★ اگر آپ اپنے اور دوسروں کے لئے وہ حاکمیت و قانون چاہتے ہیں جو دنیا میں امن و ہدایت، خوشحالی اور فلاحی اصلاح اور آخرت میں کامیابی اور نجات کی لاریب ضمانت ہے ——

تو بس!

تحریک خلافت اسلامیہ کی مخلصانہ رکنیت اختیار کر کے اپنی کائنات کو اس پر متفق و معاون بنائیے

زرشادہ: محمد امین قادری محمودی

زیر اہتمام: جمعیت حنفیہ قادریہ محمودیہ
(رجسٹرڈ) پاکستان

لاہور

ڈاکٹر جسٹس تنزیل الرحمٰن چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل (پاکستان)

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ!

آج کی محفل ہم غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل ہے جو آقائے دو جہاں، سردار انبیا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ کے ذکر جمیل سے معمور ہے۔ جس ذات کے لئے خود اللہ نے فرمایا ورفعنا لک ذکرک کہ ہم نے بلند کیا تیرا مذکور!

سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اپنی لامحدود وسعت، پہنائی اور گہرائی کے پیش نظر عالمگیر سیرت ہے جو ساری دنیا کے لئے آخری دستور العمل اور مکمل ضابطہ حیات ہے۔ جس طرح قرآن پاک اس دنیا کے لئے ابدی سرچشمہ ہے اسی طرح آپ کی سیرت بھی رہتی دنیا تک کے لئے مشعل راہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا یہ معجزہ ہے کہ آپ کی ساری زندگی افراط و تفریط سے خالی ہے یعنی نہ کہیں زیادتی ہے اور نہ کہیں کمی ایک معتدل اور متوازن زندگی ہے۔ جو بیک وقت حقوق اللہ اور حقوق العباد اور حقوق النفس کا اہتمام کرتی ہیں۔

آپ کی ذات مبارکہ ہمہ جہت پہلودار اور جامع الصفات ہے۔ آپ بیک وقت بہترین انسان، بہترین دوست بہترین باپ، بہترین شوہر، بہترین ہمسایہ، بہترین معلّم، بہترین مزکی، بہترین منتظم، بہترین سیاست دان، بہترین سپہ سالار، بہترین منصف، بہترین مدبر، بہترین قائد اور بہترین رئیس مملکت تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معلم اخلاق ہی نہیں بلکہ مہتمم اخلاق بھی تھے۔ اخلاق کی تکمیل کرنے والے تمام انسانی اخلاق و فضائل آپ کی ذات بابرکات میں اپنے انتہائی عروج و کمال پہ تھے۔ آپ کی ہر صفت اخلاق اپنے انتہائی اعلیٰ معیار اور بلند ترین درجہ پہ پہنچی ہوئی تھی۔ آپ نے خود ایک مرتبہ ارشاد فرمایا:

"میں تو بھیجا ہی اس لئے گیا ہوں کہ مکارم

اخلاق کی تکمیل کردی

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف یہ کہ اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دی بلکہ خود اپنی ذات مبارک کو صاحب خلق عظیم کی حیثیت سے بنی نوع انسان کے سامنے پیش کیا۔ یہ محض ایک فلسفۂ اخلاق ہی نہیں تھا بلکہ آپ نے سیرت و کردار کا عملی نمونہ بھی پیش کیا اور اس پر اپنی امت کے اخلاق کی تعمیر کی اور انسانیت کے لئے شرف و کرامت کے عملی نمونے اپنے پیچھے چھوڑے ہے۔

قرآن کریم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو خلق عظیم " کے الفاظ سے تعبیر فرمایا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آنحضرت ؐ کے بارے میں پوچھا گیا کہ آپ کا خلق عظیم کیا تھا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا وکان خلقہ القرآن۔ آپ ؐ کا خلق یعنی سیرت سارے کا سارا قرآن ہے۔

آیت قرآنی وانك لعلى خلق عظيم کی تشریح کرتے ہوئے مصر کے مشہور عالم محمد عزہ دروزہ فرماتے ہیں لیس من وصف یمکن ان یکون اقوی واصدق وادسع مدی مما فیها فتعبير الخلق العظیم یشمل کل عمل وميزة وعادة ومظهر يتصل بخلق شخصی او اجتماعی او انسانی او عائلی و یطبعه بطابع العظمة والسمو التميز كما لا يخفى:

یعنی خلق عظیم کا کس قدر عمدہ وصف بیان کیا گیا ہے۔ اس سے قوی سچا اور وسیع معنی کا حامل کوئی اور وصف نہیں ہو سکتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب خلق عظیم ہیں۔ یہ وصف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر عمل، ہر امتیاز، ہر ہر عادت اور مظہر کو شامل ہے۔ اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی، اجتماعی، انسانی اور عائلی خصوصیات یکجا کر دی گئی ہیں۔ اور اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان کا نقش مرتسم کر دیا گیا ہے جیسا کہ ظاہر و باہر ہے۔

اور السید محمود ابوالفیض اپنی تصنیف سیرت سید المرسلین میں اس ذات کے ذیل میں فرماتے ہیں۔ کان صلی اللہ علیہ وسلم حائزاً لجمیع صفات الکمال ومحاسن الشیم حتی اثنى الله تعالیٰ علیہ فقال) وانك لعلى خلق عظیم۔

قرآن کریم میں متعدد جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض نبوت کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ سورہ آل عمران میں منصب نبوت کے چند پہلو بیان کئے گئے ہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ کا امت محمدیہ کی تشکیل کے سلسلے میں پہلا اور اولین فریضہ یہ تھا کہ آپ ؐ امت کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیں اور دوسرا فریضہ یہ کہ کتاب و حکمت کی روشنی میں ان کے اخلاق کا تزکیہ فرمائیں۔

تزکیہ کے لفظی معنی پاک صاف کرنا، میل کچیل دور کرنا اور ہر قسم کی آلودگی سے پاک کرنا ہے۔ یعنی انسان کی سیرت و کردار کو ہر گراوٹ سے پاک کرنا اور نکھار کو صاف کرنا تزکیہ ہے۔ کہ انسان کے آئینہ دل پر جاہلیت اور خدا سے بے خوفی کا جو زنگ چڑھا ہوا ہو وہ صیقل ہو کر چمکے اور اس میں ایسی تابندگی ہو کہ وہ انعکاس نور الٰہی کے قابل ہو سکے۔ قرآن کریم نے فرمایا ہے۔

"یعنی وہ شخص کامیاب ہوا جس نے اپنا تزکیہ کیا

اور تزکیہ کا طریقہ بھی ساتھ ہی دو لفظوں میں بیان فرما دیا کہ اپنے رب کے نام کو یاد کرنا اور اسی کی جانب رجوع اور انابت کرنا ہے۔

اگر ہم غور سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ اسلام کی عمارت کو ایمان کے بعد نماز، روزہ زکوٰۃ اور حج کے جن چار ستونوں پر قائم کیا گیا ہے۔ ان میں سے ہر ایک کا مقصد انسان کے اخلاق حسنہ کی تربیت و تکمیل ہے۔

اسلام کے ان چاروں ارکان کے نام الگ الگ جو بھی ہوں ان کے بنیادی مقاصد میں اخلاقی تعلیم کا پہلو مضمر ہے اگر ان عبادات سے یہ روحانی اور اخلاقی ثمرات ظاہر نہ ہوں تو سمجھ لینا چاہیئے کہ ہم نے احکام الٰہی کی محض لفظی تعمیل کی ہے جو عبادت کے جوہر و معنی سے یکسر خالی ہے۔ گویا ہمارے اعمال ایسے درخت ہیں جن میں پھل نہیں اور ایسے پھول ہیں جو خوشبو سے ناآشنا ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اخلاقی معلمین کی جو جماعتیں آئیں ان کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک وہ جماعت جس کی تعلیم کی بنیاد کسی اخروی اور الہامی مذہب پر تھی، جیسے انبیاء کرام اور دوسری وہ جماعت جس نے اخلاق کی عمارت فلسفہ حکمت پر تعمیر کی۔ پیغمبروں نے اپنی تعلیم کا ماخذ حکم خداوندی کو قرار دیا۔ حکم و فرمان الٰہی کے سوا ان کی تعلیم کی کوئی بنیاد نہیں نہ اس میں علت و معلول کا سلسلہ ہے۔ نہ عقلی مصلحتوں کی تشریح، دوسری جماعت کی تعلیمات میں علت و معلول کی تحقیق، نفسیاتی خواص کی بحث اور اخلاق کی غرض و غایت کے تجزیئے کے بہت سارے سامان ہیں۔ لیکن عمل کے خانے میں کچھ بھی نہیں ہے۔ ایک بڑے فلسفی کی زندگی کو جب بھی آپ بے پردہ دیکھیں گے تو وہ ایک عام انسان ہے۔ ایک انچ بھی بلند نظر نہیں آئے گا۔ وہ دوسروں کو روشنی دکھاتا ہے۔ مگر خود اندھیرے میں ہے۔ دوسروں کی رہنمائی کا دعوے دار ہے مگر خود عمل کی راہ میں بھٹکتا پھرتا ہے۔ وہ رحم و محبت کے ایک راز سے واقف ہے مگر غریبوں پر رحم کھانا اور دشمنوں سے محبت کرنا وہ نہیں جانتا۔ سچائی اور راست بازی کے اسرار و حکم پر دھواں دھار تقریریں کرتا ہے مگر خود سچائی اور راست بازی سے دور رہتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ کسی کی زبان سے نکلی ہوئی بات کسی کے لوح دل پر جب ہی نقش ہو سکتی ہے جب وہ خود اس کی عملی تصویر ہو۔ انبیائے کرام جو کچھ کہتے ہیں وہی کرتے ہیں۔ جو ان کی زبان پر ہے وہی دل میں ہے۔ یہی وہ فرق ہے جو انبیاء کو باقی سب سے بلند کرتا ہے۔

ارسطو کی کتاب اخلاقیات کو پڑھ کر ایک شخص بھی محاسن اخلاق کا پیکر اور نمونہ نہ بن سکا۔ اسی طرح حضرات انبیاء کرام کی زندگیوں کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ ان میں سے کسی کی زندگی بھی سرور کونین آقائے نامدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات پاک کے برابر نہ تھی۔ دنیا کا کوئی پیغمبر یا مصلح ایسا نہیں جس کی زندگی کا ہر پہلو ہمارے سامنے موجود ہو۔ حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام

تک تمام پیغمبروں پر ایک نگاہ ڈال جائیں۔ ان کی
پیغمبرانہ زندگی کی چند سطریں اور چند واقعات ہمارے
سامنے ہیں۔ ان کا بھی زیادہ تر قابلِ اعتماد حصہ قرآن
حکیم کے توسط سے ہم تک پہنچا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ۳۳ سالہ زندگی میں
سے صرف تین برس کا حال ہم کو معلوم ہے۔ صرف پیغمبر
اسلام ہی کی زندگی ایسی ہے جس کا ایک ایک پہلو دنیا میں
محفوظ اور سب کو معلوم ہے۔ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کا یہ حکم عام تھا کہ میرے ہر قول و عمل کو ایک دوسرے
تک پہنچا دو۔ خلوت خانوں میں جو سنو اسے جلوت
میں برملا بیان کر دو، حجروں اور کوٹھڑیوں میں جو
کہتے سنو، اسے چھتوں پر چڑھ کر لوگوں کو سنا دو۔ اسی
لئے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا گیا۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ
حسنۃ۔

کہ تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی حیات طیبہ میں بہترین نمونہ ہے۔

یوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا کون
سا ایسا گوشہ اور پہلو ہے جو قابلِ تقلید نمونہ نہیں
اور جس کی نظیر ساری دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔
عام انسان تو کجا انبیاء صادقین بھی آپ سے بہت پیچھے
ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گلستانِ
حیات میں اخلاقیات کے نوع بہ نوع بے شمار
پھول جابجا کھلے ہوئے ہیں۔ کس کا ذکر کریں اور کس
کو چھوڑیں۔ لیکن میرے نزدیک آپ کی رحمۃ للعالمینی
کا پہلو خصوصیت سے قابلِ ذکر ہے۔ جس کے ثبوت
کے لئے صرف فتح مکہ کا واقعہ ہی کافی ہے۔ کفارِ مکہ
نے کون سا ظلم تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور
آپ کے نام لیواؤں پر روا نہ رکھا۔ مسلمانوں نے اگر
مکہ چھوڑ کر کہیں پناہ لینا چاہی تو ان کا تعاقب کیا گیا۔
اور بادشاہ حبش کے دربار میں پہنچکر انہیں ذلیل کرنے
اور اس کے ملک سے باہر نکلوانے کی کوشش کی۔ اور
جب وہ مکہ چھوڑ کر مدینہ ہجرت کر گئے تو بھی ان کا پیچھا
نہ چھوڑا۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو
ظلم و ستم روا رکھا گیا اور جس طرح آپ کو ستایا گیا کہ نماز پڑھتے
ہوئے کمر پر نجاست رکھدی۔ بازارِ طائف سے گزرے
تو پتھر مار مار کر لہو لہان کر دیا۔ موقع بہ موقع طعن و
تشنیع کے تیر برسائے، دیوانہ، پاگل اور جادوگر کہا۔
لیکن جب آپ مکہ میں بحیثیت فاتح داخل ہوئے تو آپ
کی ذات ان ہی کفار کے لئے سراپا رحمت و شفقت بن
گئی

عام دنیاوی قاعدے کی رو سے ہونا تو یہ چاہیئے
تھا کہ تمام سرکش کفار پابہ زنجیر سامنے لائے جاتے اور انہیں
سخت سے سخت سزائیں دی جاتیں۔ مگر رحمۃ للعالمین
کا تو انداز ہی جدا تھا۔ اعلان ہوتا ہے جو شخص اپنے
گھر کا دروازہ بند کر رکھے گا اس کے لئے امن ہے جو
خانہ کعبہ میں داخل ہو جائیگا وہ امن میں ہوگا۔ اور جو
بغیر ہتھیار چلے گا اس کے لئے امن ہے اور سب سے
بڑھ کر یہ کہ جو کفار کے سابق سپہ سالار ابوسفیان کے گھر
میں داخل ہوگا وہ امن میں ہوگا۔ یہ ابوسفیان وہی ہیں

جو متعدد معرکوں میں لشکر اسلام کے خلاف صف آرا
ہوئے لیکن فتح مکہ سے ذرا پہلے ایمان لائے ۔ اور ان
کا وہ درجہ ہوگیا کہ ان کے گھر میں داخل ہونا موجب
امن قرار دیا گیا۔ عفو و درگزر کی تلقین کرنا بہت آسان
بات ہے ۔ لیکن اپنے قاتلوں، ستانے والوں اور بربادی
چاہنے والوں پر پوری طرح غلبہ اور ہر طرح قابو پالینے
کے باوجود کسی ملامت کے بغیر معاف کر دینا یہ محمد عربی
صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تھی۔ کفار مکہ سے ارشاد ہوتا
ہے جاؤ تم سے آج کوئی باز پرس نہیں۔ تم سب کے سب
آزاد ہو۔

بلا تفریق و امتیاز عام شفقت و رحمت کا یہ روشن
باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور سیرت
مبارکہ کے سوا ساری تاریخ انسانیت میں ڈھونڈے
سے نہیں ملے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محض ایک مصلح یا معلم
اخلاق نہ تھے جس کا منتہائے نظر کچھ معاشرتی خرابیوں
کو دور کرنا اور وقت کے اجتماعی نظام اور سیاسی
ہیئت حاکمہ سے براہ راست تصادم کا خطرہ مول لئے
بغیر اخلاقی اقدار کی بحالی ہوتا ہے ۔ آپ محض ایک مفکر
نہ تھے جس کا کام فکر کی انجمن میں کوئی عقلی شمع روشن
کرنا ہو اور بس ۔ آپ کی نبوت حیات انسانی کے تمام
گوشوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کا دائرہ عمل انسانی فلاح کے تمام دائروں پر محیط تھا ۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اسلام کا دائرہ صرف
مذہبی اور اخلاقی نہیں بلکہ تمدنی اور سیاسی بھی تھا۔

آپ کا پیغام معاشرے کے کسی ایک حصہ یا معاشرت کے
کسی ایک یا چند پہلوؤں کی اصلاح اور بہتری کیلئے نہ تھا
بلکہ آپکا نصب العین، آپ کا مشن اللہ کے دین کو زندگی
کے تمام میدانوں میں جاری و ساری اور غالب کرنا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کو اس کے اجتماعی نظام
اور تمدن سے الگ کر کے محض ایک فرد کی حیثیت سے
نہیں بلکہ اس کو انسانی اجتماعی نظام کا ایک پرزہ قرار دیکر
اور اس کے سارے نظام اجتماعی کو تبدیل کرنے اور دین
الٰہی کے تابع کرنے کی سعی و کوشش کی اور بلاشبہ آپ اپنے
اس مشن میں کامیاب رہے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل میں دنیا کی سب
سے بڑی تاریخ ساز شخصیت آئی۔ تاریخ ساز سے عام طور
پر وہ شخصیت مراد لی جاتی ہے جس نے عالم انسانیت کو
ایسا لائحہ عمل دیا ہو جس نے تاریخ کے دھارے کا رخ
موڑ دیا ہو ۔ لیکن تاریخ کا رخ موڑنے کے معنی یہ
نہیں ہیں کہ سیاسی طور پر کسی علاقے کے لوگ دوسرے
علاقے کے زیر اثر آجائیں۔ بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کسی
قوم اور اس کے افراد کے انفرادی اور اجتماعی زندگیاں
بدل جائیں ۔ یوں تو تاریخ انسانیت میں چھوٹے بڑے
بہت سے مصلح اور معلم اخلاق آئے ۔ جنہوں نے اپنے
طریقہ کار سے دنیا کے ایک حصے کو ایک مختصر وقت
تک کے لئے انسانی زندگی کے معاشی، سیاسی یا روحانی
دائرے میں متاثر کیا ۔ اور تاریخ کے سینے پر اپنے
نشان چھوڑے لیکن جہاں تک ختم الرسل، سردار انبیاء
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کا،

مولانا غلام رسول گوہر

اُردو ترجمہ

شرح نُخبَۃُ الفِکر

دوسری قسم فرد نسبی ہے۔ فرد نسبی اس کو اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں ایک معین شخص کی نسبت سے تفرد پایا جاتا ہے۔ اگرچہ وہ فی نفسہٖ مشہور ہو اور یا اس پر فرد کا اطلاق کمتر ہو۔ اس لئے کہ غریب اور فرد دونوں لفظ لغت اور اصطلاح کے اعتبار سے ان کے مابین مغایرت ثابت کرتے ہیں۔

وہ فرد کا اطلاق اکثر فردِ مطلق پر اور غریب کا اطلاق فرد نسبی پر کرتے ہیں۔ یہ فرق فرد اور غریب جو دو نام ہیں۔ ان کے اعتبار سے ہے ورنہ جو فعل ان سے مشتق ہو مثلاً فرد سے افرد اور غریب سے اغرب اس کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں کرتے۔ مثلاً فرد نسبی میں افرد فلان بھی اور اغرب فلان بھی کہتے ہیں۔ منقطع اور مرسل کا اختلاف بھی اس اختلاف کے قریب ہے یعنی منقطع اور مرسل کے ناموں کے اعتبار سے تو ان دونوں کے درمیان فرق کرتے ہیں مگر ان ناموں سے فعل مشتق کر کے ان پر اطلاق کرنے میں فرق نہیں کرتے۔ مثلاً دونوں کے متعلق کہتے ہیں ارسل فلانٌ خواہ منقطع ہو یا مرسل ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر علماء نے جنہوں نے بہت سے محدثین کے مواقع استعمال کا مطالعہ کیا ہے کہا ہے کہ مرسل اور منقطع دونوں ایک ہی ہیں۔ ان میں کوئی فرق نہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا اور جو اس میں باریکی ہے اس پر کم لوگوں نے اطلاع پائی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب :

اور خبر احاد جو نقل عدل تام الضبط سے منقول ہو اور اس کی سند متصل ہو اور نہ معلل ہو نہ شاذ وہ صحیح لذاتہٖ ہے۔ یہ حدیث مقبول کی چار قسموں سے پہلی قسم ہے۔ اس لئے کہ وہ یا مقبول کی صفات اعلیٰ کو شامل ہوگی یا شامل نہ ہوگی۔ اگر شامل ہوگی تو صحیح لذاتہٖ ہے۔ دوسری قسم کی کمی اگر کسی وجہ سے مانند کثرت طرق وغیرہ سے پوری ہوگی۔ تو وہ صرف صحیح ہے لذاتہٖ نہیں۔

اگر اس کی کمی کسی وجہ سے پوری نہ ہوئی تو وہ حسن لذاتہٖ ہے اور وہ حدیث جس کی کمی جانب قبول میں توقف تھا اس کی جانب قبول کسی قرینہ سے ترجیح پا گئی تو وہ حسن ہے۔ لذاتہٖ نہیں۔ صحیح لذاتہٖ کو بحث و ذکر

میں مقدم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ رتبہ میں برتر ہے عدل: سے وہ شخص مراد ہے جس میں تقویٰ اور مروّت کو دائمی طور پر اختیار کرنے کا ملکہ ہو۔ اور تقویٰ: شرک و فسق اور بدعت سے اجتناب کرنے کو کہتے ہیں۔ ضبط دو طرح پر ہے۔ ایک ضبط صدری اور دوسرا ضبط کتابی۔ ضبط صدری وہ ہے کہ جس بات کو اس نے سنا اور اسکو اس طرح سینے میں محفوظ کیا کہ جب اس کا استحضار چاہے تو بے تکلف اس پہ قادر ہو۔ اور ضبط کتابی یہ ہے کہ جس چیز کو اس نے سنا اس کو کتاب میں لکھا اور جب تک اس کو دوسرے تک نہیں پہنچایا وہ اس کی صحت کی حفاظت کرتا رہا متن میں ضبط کو تام کی قید سے مقید کرتے میں اس طرف اشارہ ہے کہ ضبط کا بلند مقام یہی ہے کہ وہ تام ہو ناقص نہ ہو۔ سند کے متصل ہونے کا یہ مطلب ہے کہ حدیث کے راویوں سے کوئی راوی ساقط نہ ہو اور اس کے راویوں سے ہر راوی نے حدیث کو اپنے شیخ یا استاد سے سنا ہو۔ سند کی تعریف اس سے پہلے گذر چکی ہے۔ معلل کے معنی اس حدیث کے ہیں جس میں کوئی خفیہ علت پائی جائے۔ جس سے حدیث کے اعتماد میں فرق آ جائے۔ شاذ کا معنی فرد ہے۔ اور اصطلاح میں شاذ وہ حدیث ہے جس میں ادنیٰ راوی اعلیٰ راوی کی مخالفت کرے۔ اس کی اور طرح بھی تعریف بیان کی گئی ہے۔ انشاءاللہ آئندہ صفحات میں اس پر بحث ہوگی۔

(جاری ہے)

بقیہ: غلام قادر بھیروی از صفحہ ۲۳

کئی کالج، کئی دارالعلوم، بیسیوں انجمنیں اور سینکڑوں رؤسا اور امراء آپ سے علمی فیوض و برکات حاصل کرنے کے مشتاق رہا کرتے تھے۔ مگر آپ مسجد مذکور ہی میں متوکلانہ زندگی بسر کرتے رہے۔ اور تشنگان علوم کو سیراب کرتے رہے۔ حتیٰ کہ بعض حکام اور رئیس جن میں سر طرین جو بعد میں گورنر پنجاب مقرر ہوئے اور مہاراجہ گوالیار نے آپ کو عہدوں اور جاگیر کی پیش کش کی۔ مگر آپ نے ان کے پاس جا کر قیام کرنا پسند نہ کیا۔ حالانکہ وہ آپ کے لئے بے انتہا عقیدت مند تھے۔ اور آپ کا شرف تلمذان کو حاصل تھا۔

سوانح حیات: حضرت مولانا عبدالقادر کی سوانح حیات صاحبزادہ محمد اختر سلیمان قریشی نے "راحت الحاضر" کے نام سے شائع کی۔ جس میں مولانا کے حالات زندگی فضائل و شمائل، معمولات، ارشادات، خاندانی ولادت، حصول علم و دانش و خطابت، توکل و تقویٰ، عشق مرشد اور شفقت تلامذہ، ہمعصر علماء میں آپ کا درجہ، کسر نفسی اور انداز گفتگو مواعظ حسنہ، مسجد اور کتب دین سے محبت، صوم و صلوٰۃ پر مواظبت، احترام اذان اور حیا اور دعا کی کیفیت، آپ کی تصانیف لباس و پوشاک اور آپ کی نصف صدی کے قریب کرامات شامل ہیں۔

تصانیف: آپ کی متعدد تصانیف میں نماز حنفوی نماز فردری، ختمات خواجگان، حقیقت انوار محمدیہ،

(باقی صفحہ ۲۳ پر)

مولانا غلام قادر بھیروی

ابتدائے آفرینش سے ہی خدائے لم یزل نے اولادِ آدم کی ہدایت و رہنمائی کے لئے وقتاً فوقتاً پیغمبر اور مصلحین دنیا میں معبوث فرمائے۔ اور تجدید دین مبین اور دعوت حق کے لئے ہر وقت کوئی نہ کوئی برگزیدہ ہستی معمور رہی یہاں تک کہ نبی آخرالزماں محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ، تاجدار مدینہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور پر نور ہوا اس کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کا امت محمدیہ پر یہ احسان عظیم رہا ہے کہ یہ امت اللہ کے نیک بندوں سے کبھی خالی نہیں رہی۔ اور جب بھی اسلام اور امت محمدیہ پر کوئی برا وقت آیا بندگان حق اعلائے کلمۃ الحق کے لئے میدان عمل میں آئے۔ اور امت کو سنبھالا دیا اور اس کی صحیح سمت میں رہنمائی کی، برصغیر پاک و ہند میں کبھی داتا گنج بخش ہجویری، معین الدین چشتی، فریدالدین گنج شکر، بہاؤالدین زکریا، شاہ شمس تبریز، باقی باللہ اور بیسیوں دوسری برگزیدہ ہستیاں دعوت حق کا فریضہ انجام دیتی رہیں ہیں موجودہ صدی میں بھی خدائے قدوس نے اسلامیان ہند و پاک کی رہنمائی اکتساب دین اور باطل قوتوں کی سازشوں سے بچانے کے لئے کئی کٹھن اور پر آشوب ادوار میں مجدد الف ثانی، احمد رضا خان بریلوی اور کئی دیگر علماء اور اولیاء کو اس خطہ میں پیدا کیا۔ ایسی ہی متبرک اور بزرگ ہستیوں میں فاضل اجل، عالم بے بدل، تاج الفقہا، رئیس العلماء، حضرت مولانا مولوی غلام قادر بھیروی قریشی، ہاشمی، نظامی، حنفی، چشتی، سیالوی، بھیروی ثم لاہوری کا بھی ایک مقام ہے۔ عامۃ الناس میں آپ مولانا غلام قادر کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کے مورث اعلیٰ سندھ کے ایک ذی حشمت خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور بعض سیاسی حالات سے مجبور ہو کر پنجاب کے ضلع سرگودھا میں آباد ہو گئے۔ وہیں جناب مولانا غلام قادر اس دنیا میں تشریف لائے۔

بچپن! آپ نے صغر سنی میں ہی قرآن حکیم کی تعلیم حاصل کی۔ اور اس کے بعد دوسرے دینی علوم کی طرف رغبت ہو گئی۔ وہ بھی اس طرح کہ ابھی آپ دس برس ہی کے تھے کہ ایک فرشتہ صفت انسان کی نصیحت نے حصول علم دین کے لئے طرف مائل کر دیا۔ اور اپنی کم عمری کے باوجود تحصیل علم کے لئے دہلی روانہ ہو گئے۔ اور چودہ سال تک عالم کامل حضرت مفتی صدرالدین کے حلقہ درس میں رہے۔ اور سند فضیلت حاصل کی۔

واپس سرگودھا آئے، مگر روحانی تشنگی نے چین نہ لینے دیا۔ اور بھیرہ سے سیال شریف پہنچے اور خواجہ شمس الدین چشتی سیالوی کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔ مرشد کامل جو خود حضرت شاہ سلیمان تونسوی کے خلیفہ نامور تھے، نے اپنے کشف و کمالات سے نوازا۔ اور مولانا غلام قادر نے روحانی مقامات اور منازل سلوک طے کیں۔ اور واپس بھیرہ آکر رشد و ہدایت اور درس و تدریس کا عمل جاری کیا۔ مگر افتادِ طبع وسیع میدان کی طالب تھی۔ آپ لاہور تشریف لے آئے۔ اور یہاں شہر کے سلجھے ہوئے لوگ آپ کی معرفت حق سے لبریز تقاریر اور مواعظ حسن سننے اور محو ہونے لگے۔ حلقہ ارادت بڑھتا گیا۔ حتیٰ کہ اورینٹل کالج کے انگریز پرنسپل نے آپ کو کالج کی عربی کلاس مولوی فاضل کو پڑھانے پر آمادہ کر لیا۔ مگر پرنسپل سے اسلام اور عیسائیت کے کسی مسئلہ پر اختلاف کی وجہ سے ملازمت ترک کر دی۔

اس کے بعد عقیدتمندوں کے اصرار پر اونچی مسجد بھاٹی گیٹ کی خطابت قبول فرمائی اور وہیں خدمت دین میں مشغول ہو گئے۔ کچھ ہی عرصہ میں آپ کی بے نفسی، حق گوئی اور زہد و تقویٰ کا شہرہ شہر بھر میں ہو گیا۔ اور بڑے بڑے علماء فضلا علمی الجھنوں کی عقدہ کشائی کے لئے آپ کے پاس آنے لگے۔ جن میں خاص طور پر حضرت مولانا یعقوب صاحب، حضرت مولانا غلام حیدر قریشی صاحب پونچھ والے، حضرت مولانا قمر الدین، حضرت مولانا میاں شیر محمد شرقپوری، اور حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب شامل ہیں۔

لاہور میں مستی دروازے کے اندر شاہی قلعے کے قریب مسجد بیگم شاہی ہے۔ جو کبھی عرف عام میں مسجد بارود والی مشہور تھی۔ مغلیہ عہد کی قابل قدر اور عظیم الشان یادگار ہے۔ اور سکھوں کے زمانے میں اسے بارود خانہ کے طور پر استعمال کیا گیا اور اس کی حالت ناگفتہ بہ ہو گئی۔ اور مسجد سے زیادہ کھنڈرات معلوم ہوتے تھے۔ مگر انگریزوں کے زمانے میں مسلمانوں کو دوبارہ واگذار کر دی گئی۔ اس کی متولیہ مائی جیواں اور اہل لاہور کی خواہش اور اصرار پر مولانا غلام قادر صاحب نے اس کی تولیت قبول فرمائی۔ اور وسیع پیمانہ پر درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اور یہ بے آباد مسجد لاہور کے اطراف و اکناف سے آنے والے مسلمانوں سے معمور نظر آنے لگی۔

انجمن حنفیہ کا قیام! حضرت مولانا کی شب و روز محنت اور تصرف سے انجمن حنفیہ کی بنیاد ڈالی گئی۔ اور عوام و خواص کی ان تھک محنت اور تعاون سے اس مسجد کی تعمیر و مرمت کی گئی۔ اور تزئین و آرائش میں وہ مقام دیا گیا جو اس مغلیہ دور کی یادگار کی شایان شان تھا۔

توکل اتقاد! آپ دنیاداری اور جاہ طلبی سے سخت متنفر تھے۔ آپ کے زہد و تقویٰ اور پرہیزگاری کا چرچا دور و نزدیک تھا۔ (باقی صفحہ ۳۱ پر)

دنیا میں پہلی بیمثال دس خوبیوں والی مکمّل اردو تفسیر و ترجمہ

مَحمُودُ القُرآن

از

مُحدّث ہزاروی

۱۔ صحیح معتبر تفاسیر کا عطر و رزدح تفسیر محمود القرآن
۲۔ غلط تفاسیر و تراجم کی اصلاح تفسیر محمود القرآن
۳۔ تفاسیر و تراجم کے اختلاف کو دور کرنے والی تفسیر محمود القرآن
۴۔ مخلص مسلمان کو قرآن کا بے غبار مفہوم بتلانے والی تفسیر محمود القرآن
۵۔ تفہیم قرآن میں ایمانی یقینی راہنما تفسیر محمود القرآن
۶۔ خالق کائنات ضابطۂ کائنات معلّم و مقصودِ کائنات بتانے والی تفسیر محمود القرآن
۷۔ مہد سے لحد اور دنیا سے آخرت تک کی راہنما تفسیر محمود القرآن
۸۔ انسان کو مسلمان، مسلمان کو مومن متقی اور جنّتی بنانے والی تفسیر محمود القرآن
۹۔ بے دستور اور دستوری کائنات قرآنی شیشہ میں دکھانے والی تفسیر محمود القرآن
۱۰۔ بادستور اور بے دستور افراد کا فرق اور انجام بتانے والی تفسیر محمود القرآن

بلا مبالغہ ان دس خوبیوں والی تفسیر محمود القرآن
کا اس پتہ پہ ہدیہ مبلغ ۱۵۰/- روپیہ بھیج کر آرڈر بُک کرائیے!

مکتبہ قادریہ محمودیہ جامعہ اسلامیہ

خانقاہ محبوب آباد شریف حویلیاں ہزارہ

پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی !!!!